ماہتابِ تونسوی

مختصر حالات

حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی

اِنتساب

شہبازِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمدؐ سُلیمان تونسوی
رحمۃ اللہ علیہ

کے فرزندِ ارجمند

حضرت خواجہ گُل محمدؐ تونسوی
رحمۃ اللہ علیہ

کے نام!

○

ہمیں بس فخرِ عرفانم کہ خاکِ کوئے جانانم
غلامِ شاہ سلیمانم مرا از حشر باکے نے

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغِ چشتیاں را روشنائی

ماہتابِ تونسوی

مختصر حالات

حافظِ قرآں   حاملِ عرفاں
فخرِ طریقت   نورِ شریعت

نجم الملت
حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی

مرتبہ

پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی
کاشانہ سلیمانی
جامعہ چشتیہ۔ سرگودھا روڈ۔ فیصل آباد،
(پاکستان)

تعداد ——— ایک ہزار

سال ——— ۱۴۰۱ھ (۱۹۸۱ء)

کتابت ——— حاجی محمد صدیق مرکز کتابت
کچہری بازار۔ فیصل آباد

طباعت ——— پریس فیصل آباد

ناشر ——— مکتبہ الفوائد۔ فیصل آباد پاکستان

(سلسلہ مطبوعات مکتبہ الفوائد)

خط و کتابت کے لیے
پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی
فرحت منزل۔ گلی مٹ وکیلاں۔ فیصل آباد
فون:۔ ۲۸۸۵۵

مندرجات

شجرہ شریف

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ

(منظوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رب از بہرِ نبیؐ و شاہِ مرداںؓ و حسنؒ
خواجہ عبد لواحدؒ و خواجہ فضیل ذوالمننؒ

ابنِ ادہمؒ شاہ سدید الدینؒ امین الدین علوؒ
خواجہ بو اسحاق شامیؒ واقفِ سرّ و علنؒ

قدوۃ الدینؒ بو محمدؒ ناصر الدینؒ قطبِ دیںؒ
شہ شریفؒ و خواجہ عثمانؒ و معین الدین حسنؒ

قطبؒ و مسعودؒ و نظام الدینؒ و محمودؒ و کمالؒ
شہ سراجؒ و علم دیںؒ شہ راجنؒ رحمٰنؒ حسنؒ

شہ محمدؒ شیخ یحییٰؒ شہ کلیمؒ و شہ نظامؒ
فخرِ دیںؒ نور محمدؒ شاہ سلیمانِؒ زمن

شہ اللہ بخشؒ و شہ موسیٰؒ و شیخ حامد سدیدؒ
خواجہ خان محمدؒ پیرِ من مولائے من

بر غلام شہ عطا را دین و دنیا کن عطا!
لطف فرما در دو عالم دور کن رنج و محن

شجرہ شریف

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ (عربی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِىْ كَانَ عَلِيًّا فِىْ دَرَجَاتِهٖ، حَسَنًا فِىْ صِفَاتِهٖ، وَاحِدًا فِىْ تَجَلِّيَاتِهٖ، اَبَا الْفَضْلِ فِىْ اَفَادَتِهٖ، اِبْرَاهِيْمَ فِىْ تَسْلِيْمِهٖ، سَدِيْدُ الدِّيْنِ فِىْ مَحَبَّتِهٖ، اَمِيْنَ الدِّيْنِ فِىْ شَرِيْعَتِهٖ، عُلُوَّ الدِّيْنِ فِىْ مَعَارِجِهٖ، اَبَا اِسْحٰقَ فِىْ حَقِيْقَتِهٖ، قُدْوَةَ الدِّيْنِ فِىْ رِسَالَتِهٖ، نَاصِرَ الدِّيْنِ فِىْ وِلَايَتِهٖ، اَبَا يُوْسُفَ فِىْ وَجَاهَتِهٖ، مَوْدُوْدًا فِىْ خُلُقِهٖ، شَرِيْفًا فِىْ نَسَبِهٖ، مُقْتَدِىْ اَهْلِ الْعِرْفَانِ فِىْ مَعْرِفَتِهٖ، مُعِيْنَ الدِّيْنِ فِىْ حَدِّ ذَاتِهٖ، قُطْبُ الدِّيْنِ فِىْ اَحْكَامِهٖ، فَرِيْدَ الدِّيْنِ فِىْ اَنْوَارِهٖ، نِظَامَ الدِّيْنِ فِىْ اَسْرَارِهٖ، نَصِيْرَ الدِّيْنِ فِىْ اَبْرَارِهٖ، كَمَالَ الدِّيْنِ فِىْ تَعْظِيْمِهٖ، سِرَاجَ الدِّيْنِ فِىْ اَضَائَتِهٖ، عِلْمَ الدِّيْنِ فِىْ هِدَايَتِهٖ، مَحْمُوْدًا فِىْ اَخْلَاقِهٖ، جَمَالَ الدِّيْنِ فِىْ حَسَنَاتِهٖ، حَسَنًا فِىْ

خَلْقِہٖ وَخُلُقِہٖ، مُحَمَّدًا فِیْ اَحْوَالِہٖ، یَحْییٰ فِیْ اِحْیَائِہٖ

الْقُلُوْبَ۔ کَلِیْمَ اللّٰہِ فِیْ الْقُلُوْبِ،

نِظَامَ الدِّیْنِ فِیْ سِلْسِلَتِہٖ، مُحَمَّدَ فَخْرَ الدِّیْنِ فِیْ

خُلُقِہٖ وَحُبِّہٖ، نُوْرَ مُحَمَّدٍ فِیْ اَنْوَارِہٖ، مُحَمَّدْ سُلَیْمَانَ

فِیْ سَلْطَنَتِہٖ، اَللّٰہ بَخْش، فِیْ کَرَمِہٖ، مُحَمَّدَ مُوْسیٰ

فِیْ مَنَاجَاتِہٖ، حَامِدًا فِیْ مَحَامِدِہٖ، غُلَامَ

سَدِیْدِ الدِّیْنِ فِیْ حِمَایَۃِ دِیْنِہٖ، خَانْ مُحَمَّدًا

فِیْ زُھْدِہٖ۔ عطا اللہ فی عطائِہٖ،

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ

مُحَمَّدٍ

وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

عرضِ مرتّب

افتخار احمد چشتی

والدی و مرشدی حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانیؒ نے ۱۳۲۳ھ میں حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور پھر اُنہی کے ارشادِ گرامی کے مطابق حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد فخری فریدی سلیمی دہلویؒ کی خدمت میں تیس برس رہ کر سلوک کی جملہ منازل طے کرنے کے بعد خلافت حاصل کی۔

حضرت والدی و مرشدی کی وساطت سے مجھے ۱۳۵۵ھ میں حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد فخری فریدی سلیمی دہلویؒ سے شرفِ بیعت حاصل ہوا۔ اور ۱۳۹۴ھ میں مخدومی و مرشدی خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ کی غلامی کی نعمتِ عظمیٰ حاصل ہوئی۔

خشخش جناں قدر نہ میرا صاحب نے وڈیایاں
میں گلیاں دا روڑا کوڑا محل چڑھایا سایاں

مخدومی و مرشدی حضرت خواجہ دلنوازؒ کے انعاماتِ ظاہری و باطنی اس ادنیٰ ترین غلام پر بے حد و حساب ہیں۔ آپ ہی نے اس عاجز و مسکین کو مدح خوانِ خواجگانِ تونسویؒ کے منصب پر فائز فرما کر حکم دیا کہ میں حضرات خواجگانِ چشترحمہ و حضراتِ خواجگانِ تونسویؒ کے حالات قلمبند کرتا رہوں۔ الحمد للہ کہ میں آپ کی توجہ خصوصی کی بدولت شب و روز اسی کام میں مصروف ہوں اور یہی چاہتا

ہوں کہ اسی کارِ خیر پر میرا خاتمہ ہو۔

قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی ؒ اور شہبازِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی ؒ کے حالات شائع کرنے کے بعد میں نے آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے سجادگانِ عالی مقام کے حالات پر کام شروع کیا تھا۔ چنانچہ اب تک یہ رسائل ترتیب دے چکا ہوں۔

۱۔ آفتابِ چشتیاں۔ مختصر حالات سجادہ نشین اول حضرت شاہ اللہ بخش تونسوی ؒ

۲۔ عطائے موسوی " سجادہ نشین دوم حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ ؒ

۳۔ حامیٔ چشتیاں " " سجادہ نشین سوم حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی ؒ

۴۔ خواجۂ دلنواز " سجادہ نشین پنجم حضرت خواجہ خان محمد تونسوی ؒ

سجادہ نشین چہارم حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسوی ؒ کے حالات ترتیب دینے باقی تھے الحمد للہ کہ اس رسالہ کو اب ترتیب دے رہا ہوں۔

حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی ؒ کا وصال ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو ہوا۔ ان کے وصال کے بعد فرزند اکبر حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین ؒ مسند نشین ہوئے اور تقریباً تیس برس سجادۂ سلیمانی پر رونق افروز رہے۔ آپ نے اپنے آبا و اجداد اور مشائخ عظام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی تبلیغ اور سلسلہ کی اشاعت میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ تحریکِ پاکستان، قیام پاکستان اور تعمیر پاکستان کے سلسلہ میں بھی آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ آپ نے پوری زندگی لادینی و غیر اسلامی نظریات کے خلاف جہاد کیا۔ اور پاکستان میں اسلامی اقدار اور نظام اسلامی کے احیاء کے لیے مسلسل کام کیا۔

آپ کے حالات کے سلسلہ میں مَیں نے بہت سے حضرات سے رابطہ پیدا کیا۔ ان میں سے بیشتر نے اپنے جوابات سے نوازا۔ مگر اس سلسلہ میں مجھے زیادہ تر راہ نمائی جناب خلیفہ رحیم بخش صاحب اور جناب مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی کی تالیفات سے ملی۔ خلیفہ رحیم بخش صاحب (مالک تونسہ کتاب گھر تونسہ شریف) کی کتاب دیدارِ حضرت خواجہ حافظ سدید الدین سے مجھے کافی راہنمائی حاصل ہوئی۔ مگر زیادہ مواد مجھے جس تصنیف سے ملا وہ حاجی عبدالستار افغانی کی فارسی تالیف ہے، جسے اردو میں اختصار کے ساتھ جناب مولوی فقیر محمود سدیدی صاحب (خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ سلیمانیہ) نے منتقل کیا ہے۔ میں نے اس ترجمہ شدہ مسودہ سے صرف چند ملفوظات لیے ہیں کہ اس مختصر رسالہ میں تمام ملفوظات نہیں سما سکتے۔ مذکورہ رسالہ اس قابل ہے کہ اسے الگ کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح کے تمام سجادگان عالی مقام چندے آفتاب وچندے ماہتاب ہیں۔ ہر ایک بے پایاں محاسن کا پیکر ہے۔ ہر ایک کی شان الگ ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ ہر ایک پر الگ الگ کام کیا جائے۔ مگر مجھے میرے خواجہ دلنواز رح کا یہی حکم تھا کہ سب حضرات کے حالات و ارشادات کو اختصار کے ساتھ پیش کروں۔ اس لیے یہ رسالہ بھی حسب ارشاد حسب سابق ترتیب دے رہا ہوں۔

اب چونکہ پانچوں سجادگان عالی مقام کے حالات مرتّب ہو چکے ہیں۔ اس لیے میں انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ان سب رسائل کو یکجا کر کے ایک کتاب کی شکل میں شائع کروں گا اس کا نام تذکرۂ خواجگان تونسوی ہوگا۔

اس رسالہ کی ترتیب میں جن جن حضرات نے تعاون فرمایا ان کا دلی طور پر شکر گذار ہوں۔ خاص طور پر سیّد معین الدین خاں صاحب۔ میاں محمد شفیع صاحب۔ خلیفہ رحیم بخش صاحب، مولانا محمود سدیدی صاحب۔ جناب غنی بھائی صاحب۔ سیّد شوکت علی صاحب۔ مولوی گل محمد صاحب۔ شاہ محمد پہلوان صاحب اور محمد انور بابر صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔

قارئین رسالہ و جملہ پیر بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس رسالہ میں جو خامیاں دیکھیں، ان کی نشاندہی کریں۔ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں اپنے مشائخ عظام کے حالات اُن کی شان کے مطابق نہیں لکھ سکا اور حقیقت یہی ہے کہ ہم ان کی شان کے لائق لکھ بھی نہیں سکتے۔

؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے موجودہ سجادہ نشین جناب خواجہ عطاء اللہ صاحب کی بیعت ارادت حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ لہٰذا اس نسبت خاصہ کے تعلّق سے میں اس رسالہ کو ان ہی کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم و حضرت خواجگان رحمہم اللہ انہیں اپنے آباد اجداد کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین ثم آمین

؎ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

فرحت منزل فیصل آباد
یکم شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

خادم الفقراء
افتخار احمد چشتی سلیمانی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاندان

سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی سلیمانیہ شاخ کی بنیاد شہبازِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ نے رکھی تھی جنہیں قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ نے خلافت عطا کرنے کے بعد تونسہ شریف (ضلع ڈیرہ غازی خان۔ پنجاب) میں قیام خانقاہ کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اعلیٰحضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے آباؤ اجداد پٹھانوں کے جعفر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور گرگوجی میں اقامت گزین تھے۔ آپ اپنے شیخ طریقت کے حکم کے مطابق ترکِ وطن کے بعد تونسہ شریف میں منتقل طور پر رہائش پذیر ہوئے۔ اور یہاں ایک ایسی خانقاہ کی بنیاد رکھی جو جلد ہی شریعت و طریقت کا عالمی مرکز بن گئی۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے تین بیٹے تھے۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ حضرت خواجہ درویش محمدؒ اور حضرت عبداللہ معصومؒ۔ مناقب المحبوبین میں چوتھے بیٹے کا بھی ذکر ہے، جو بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ان کا نام احمدؒ تھا۔ سب سے بڑے بیٹے حضرت خواجہ گل محمدؒ کو اللہ تعالیٰ نے دو فرزند عطا کیے۔ بڑے حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ اور چھوٹے حضرت خواجہ خیر محمدؒ۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ کا وصال ۱۱۔ رمضان المبارک ۱۲۶۰ھ کو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ہو گیا تھا۔ اس لیے جب ۷ صفر ۱۲۶۷ھ کو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کا وصال ہوا تو حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ سجادہ نشین بنے۔

حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ تقریباً نصف صدی رونقِ سجادۂ سلیمانی رہے۔

آپ کا وصال ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ کو ہوا۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے سب سے بڑے حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ۔ پھر حضرت خواجہ حافظ احمدؒ اور سب سے چھوٹے حضرت خواجہ محمودؒ۔ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ تقریباً ساڑھے چار برس رونقِ سجادہ رہے۔ آپ کا وصال ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو ہوا۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ بڑے حضرت خواجہ محمد حامدؒ۔ دوسرے حضرت خواجہ غلام ذکریا صاحب دامت برکاتہٗ تیسرے حضرت خواجہ عبداللہؒ اور چوتھے حضرت خواجہ یوسفؒ۔ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد حامدؒ سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد حامدؒ تقریباً ستائیس برس زینتِ سجّادہ رہے۔ اپنے آبا واجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ نے ایک جہان کو فیض یاب کیا۔ آپ کا وصال ۲۳۔ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو ہوا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا کئے۔ حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدّینؒ۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ اور حضرت خواجہ محمد یوسف صاحب۔ حضرت خواجہ محمد حامدؒ کے وصال کے بعد آپ کے بڑے فرزند حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدّینؒ سجادہ نشین ہوئے۔

ولادت اور تعلیم و تربیت

حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدّینؒ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ بروز جمعۃ المبارک جلال آباد ضلع فیروزپور (بھارت) میں اپنے نانا نواب نظام الدّین خان صاحب والیٔ ریاست ممدوٹ کے

کے دولت کدہ پر ہوئی۔ آپ نے علوم ظاہری مختلف اساتذہ کرام سے حاصل کیے۔ سب سے پہلے حافظ فتح دین صاحب سے قرآن مجید پڑھا۔ پھر قاری عبدالحکیم صاحب ملتانی سے حفظ کیا اور علم قرأت سیکھا۔ ازاں بعد آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے فاضل استاد جناب شیخ غلام رسول صاحب سے فارسی، عربی اور درس نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ مولوی عبداللہ جکھڑی سے بھی چند علوم حاصل کیے۔ اور آخر میں جامعہ ازہر (مصر) سے علوم دینی کا نصاب منگوا کر ان کتابوں کی تعلیم کے بعد جامعہ ازہر کا امتحان دیا اور سند حاصل کی۔

بیعت و خلافت

منقول ہے کہ حضرت خواجہ محمد حامدؒ نے ایک دن آپ کو طلب کیا اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کے روضہ شریف میں اپنے ہمراہ لے گئے اور آپ کو حکم دیا کہ غلاف شریف کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور خود قبلہ رُو کھڑے ہو کر توجہ فرمائی۔ چند منٹ کے بعد آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا — "سدیدالدین مبارک ہو کہ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ نے تمہیں اپنی ارادت و غلامی میں قبول فرما لیا ہے۔"
اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ سے روحانی بیعت کی۔ اور پھر ظاہری طور پر اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد حامدؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور جملہ مراحلِ تربیتِ روحانی طے کرنے کے بعد خلافت کی نعمت سے فیض یاب ہوئے۔

سجادگی

آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد حامدؒ کا وصال ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو ہوا۔ وصال کے تیسرے دن حسبِ دستور

خاندان آپ کی تقریب سجادگی ہوئی، جس میں حضرات خواجگان مہاروی رح
حضرات خواجگان تونسوی، جملہ اکابرین خاندان اور محبّین و متوسّلین سلسلہ
عالیہ سلیمانیہ نے شرکت کی۔ آپ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو سجادۂ سلیمانی پر
رونق افروز ہوئے اور تقریباً تیس برس جلوہ افروز رہے۔ اس دور سجادگی
میں آپ نے تبلیغ دین اور قیام پاکستان کے لیے جو خدمات سرانجام دیں
وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔

عبادت و ریاضت

ابتدائی دور میں آپ نے بہت ریاضت
کی۔ منقول ہے کہ جب آپ نے قرآنِ پاک
ناظرہ پڑھ کر حفظ کرنا شروع کیا تو حضرت خواجہ محمد حامد رح نے آپ کو حکم دیا
کہ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان رح کے مزارِ مبارک کے سرہانے اکیالیس دن چلہ کشی
کریں اور ہر روز حصن حصین کھڑے ہو کر ختم کریں۔ چنانچہ آپ نے یہ چلّہ ختم کیا۔
جب اس سے فارغ ہوئے تو آپ کو حضرات خواجگان دہلوی رح کے مزاراتِ مقدسہ
پر چلہ کشی کرنے کی خاطر دہلی شریف جانے کا حکم ملا۔ آپ روانہ ہو گئے اور تمام
مزاراتِ مبارکہ پر حاضری دی اور چلّہ کیا۔ آپ نے وہاں اس قدر ریاضت
کی کہ روایت ہے کہ آپ عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔
دہلی شریف سے آپ روحانی دولت سے مالا مال ہو کر واپس لوٹے۔

حج مُبارک

آپ ۱۳۷۱ھ میں حج مبارک کے لیے الحرمین الشریفین
تشریف لے گئے۔ جب آپ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو
آپ نے جذب و کیف کے عالم میں روضۂ اقدس کی جالیوں کو بوسے دیئے۔

روضۂ اقدس و مسجدِ نبوی کے خدّام نے آپ کو منع کیا۔ آپ نے انہیں احادیثِ مبارکہ اور روایاتِ صحیحہ سے دلائل دے کر قائل کر لیا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ جتنا عرصہ وہاں حاضر رہے آپ کو خدّام نے منع نہ کیا۔ اس مبارک سفر کے دوران اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے قیام میں آپ کا معمول تھا کہ آپ روزانہ صلوٰۃ التسبیح پڑھتے اور حصنِ حصین کا ختم بھی کرتے۔ منقول ہے کہ مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی فیض یاب ہوئے۔

چہ حُسنت آنکہ دریک دم رخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بارِ دِگر بینم

محاسن

پابندیٔ شریعت ایک مرتبہ روضۂ شریف کے سامنے تشریف فرما تھے کہ ایک عقیدت مند نے آکر اپنا سر زمین پر رکھ دیا۔ آپ بہت ناراض ہوئے۔ فرمایا اے بے وقوف عالم ہو کر خلافِ شرع عمل کرتا ہے۔ یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے پر رحمت کی نظر ڈالتے ہیں تو پیشانی پر نظر ڈالتے ہیں۔ اس لیئے میں قطعاً ناپسند کرتا ہوں بلکہ ناجائز سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص میرے سامنے اپنی پیشانی زمین پر رکھے۔

عجز و انکسار منقول ہے کہ آپ ایک دفعہ آستانہ عالیہ میں تشریف لائے تو خدّام نے آپ کے بیٹھنے کے لیے چادر بچھائی۔ مگر آپ نے چادر پر بیٹھنے سے انکار کر دیا اور زمین پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ والدی و مرشدی

حضرت خواجہ محمد حامدؒ کا یہی طریقہ تھا کہ وہ آستانہ عالیہ میں زمین پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ لہٰذا مجھے اپنے شیخ کا طریقہ اچھا لگتا ہے اور لذّت دیتا ہے۔

حکمت حاجی عبدالستار افغانی نے ایک دفعہ عرض کیا کہ یا حضرت مشائخ سلف کا یہ طریقہ تھا کہ وہ بیعت کرتے وقت مرید کو کوئی وظیفہ بتلاتے تھے مگر آپ مرید کو کوئی وظیفہ تلقین نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ دراصل اس میں حکمت یہ ہے کہ شیخ جب اپنے مرید کو کوئی وظیفہ بتا دیتا ہے تو اس کا پابندی کے ساتھ پڑھنا مرید پر لازم ہو جاتا ہے۔ یہ زمانہ غفلت اور سُستی کا ہے استعداد اس قدر کم ہو گئی ہے کہ لوگ فریضۂ نماز پنجگانہ بھی ادا نہیں کرتے اور اس کی ادائیگی میں بھی غفلت کرتے ہیں۔ وظیفہ کی پابندی کیسے کریں گے۔ اس لیے میں مرید پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

حق گوئی و بیباکی منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے عُرس مبارک کے موقعہ پر بوقت ختم باب الجنت نماز کے وقت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ آپ نے گورنر پنجاب سے اختلاف کرتے ہوئے نظامی مسجد میں صحیح وقت پر علیحدہ جماعت کرائی جس میں دیگر مشائخ و علمائے کرام کے علاوہ حضرت خواجہ میاں نور جہانیاں صاحب سجادہ نشین آستانہ معلّٰی چشتیاں شریف نے بھی آپ کی اقتدا میں دوبارہ نماز پڑھی۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مُرشد خانے کا احترام آپ اپنے آبا و اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے

اپنے مُرشد زادوں کا بے حد احترام کرتے تھے۔ چشتیاں شریف کی حاضری کو مقدّم سمجھتے تھے اور عُرس مبارک کی تقاریب میں اپنے جملہ رفقاء و معتقدین کے ساتھ کئی کئی دن حاضر رہتے اور لنگر جاری رکھتے تھے۔ آپ نے تعمیرات کے سلسلہ میں بھی خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ شعبان ۱۳۷۷ھ میں آپ نے قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح (پیر و مرشد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح) کے مزارِ مبارک کی مرمت کا منصوبہ بنا کر اس پر کام شروع کرایا۔ دورانِ تعمیر آپ نے بھی اس میں بطور مزدور شرکت کی۔ آپ بہ نفسِ نفیس گارے کی کڑاہیاں اپنے سر پر اٹھاتے تھے اور معماروں تک پہنچاتے تھے۔ جب آپ کو اس خدمت سے روکا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ عین سعادت ہے۔ مزید فرمایا کہ جب والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد حامد رح نے مزارِ مقدس کی مرمت کرائی تھی تو وہ خود بھی بحیثیت مزدور کام کرتے رہے تھے اور گارا اپنے سر پر اٹھا کر لاتے تھے۔ میں بھی والدی و مرشدی کے طریقہ پر عمل پیرا ہوں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت قبلہ عالم رح مجھ سے یہ خدمت لے رہے ہیں۔

درگاہ معلّٰے اجمیر شریف کی خدمت

حضراتِ خواجگانِ تونسوی رح کا اجمیر شریف کی درگاہ شریف سے گہرا رابطہ رہا ہے۔ حضرت ثانی شاہ اللہ بخش رح جب حج مبارک پر تشریف لے گئے تو پہلے اجمیر شریف حاضری دی اور وہیں اپنے فرزند اکبر حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ رح کو مزارِ مبارک کے اندر لے جا کر خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد حامد رح بھی درگاہ اجمیر شریف کی مقبول ترین شخصیت تھے۔

خدّام درگاہِ عالیہ میں سے بیشتر آپ سے بیعت تھے اور عقیدت رکھتے تھے۔
آپ کو بھی اپنے آبا و اجداد کی طرح درگاہ شریف سے عقیدت تھی اور آپ بھی
اپنے آبا و اجداد کی طرح وہاں عزّت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے
آپ کے بھی وہاں بے شمار مرید تھے بلکہ اجمیر شریف کے قرب و جوار کے والیانِ
ریاست بیکانیر، جودھپور، اور جے پور کے راجے مہاراجے اور ہندوستان کے
بے شمار ہندو، سکھ، عیسائی بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔
اجمیر شریف کی درگاہِ معلےٰ کے انتظام و انصرام کو قانونی شکل دلوانے
اور درگاہ بل پاس کرانے میں زیادہ تر حصہ آپ ہی کا ہے۔ آپ مدتوں درگاہ
کمیٹی کے صدر بھی رہے اور اپنے حسنِ انتظام سے ہر طبقۂ فکر سے خراجِ تحسین
حاصل کیا۔

رسمِ شبیری تاریخ گواہ ہے کہ ملّتِ اسلامیہ پر جب بھی کبھی کوئی نازک وقت
آیا، مشائخِ عظام، صوفیائے کرام اور علمائے حق نے خانقاہوں
اور مدرسوں سے نکل ملک و ملت کی راہ نمائی کی۔ برّصغیر میں بھی جب تحریکِ پاکستان
کا آغاز ہوا اور غیر اسلامی قوتوں نے پاکستان کی مخالفت کی تو حضرت علامہ اقبالؒ
نے فرمایا ؎ نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیّری
چنانچہ اس معرکۂ حق و باطل میں جہاں بہت سے علماء اور مشائخ نے سرگرم
حصّہ لیا وہاں آپ کا نامِ نامی سرِ فہرست ہے۔

تحریکِ پاکستان آپ نے تحریکِ پاکستان میں ایک مجاہد کی طرح فعّال
کردار ادا کیا۔ آپ ۱۹۲۵ء میں مسلم لیگ کے باقاعدہ

رکن بنے۔ آپ نے شب و روز مسلم لیگ کے لیے کام کیا اور اپنے عقیدتمندوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونے کی تلقین کی۔ اگرچہ بہت سے سندھ والیان ریاست آپ کے معتقد تھے اور اجمیر شریف میں آپ کی ذاتی جاگیر بھی تھی مگر آپ کو کوئی خوف یا لالچ راہِ حق سے باز نہ رکھ سکا۔ آپ بلاخوف تحریکِ پاکستان کے ساتھ وابستہ رہے۔ آپ نے اپنے لاکھوں مریدوں کو عام انتخابات میں مسلم لیگ کے حق میں ووٹ ڈالنے اور انہیں کامیاب بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مسلم لیگ کو فتح نصیب ہوئی۔

تعمیر پاکستان

قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ نے صرف تعمیرِ پاکستان اور نفاذِ اسلام کی خاطر انتخابات میں حصّہ لیا۔ چنانچہ ایک دفعہ فرمایا کہ

"میں جو یہ ممبری کر رہا ہوں اس کا مطلب دنیا طلبی یا جاہ و حشم کی خواہش نہیں بلکہ یہ ایوانِ حکومت تک کلمۂ حق پہنچانے کا ذریعہ ہے تاکہ کل قیامت کے دن مجھ سے یہ نہ پوچھا جائے کہ تو نے حق و صداقت کے لیے کوشش کیوں نہیں کی"۔ السعی منّی والاتمام من اللّٰہ تعالیٰ"

آپ ۱۹۵۱ء میں جناح عوامی مسلم لیگ کے ٹکٹ پر ڈیرہ غازی خان کے حلقہ سے پنجاب اسمبلی کے رکن بنے اور جب وحدتِ مغربی پاکستان (ONE UNIT) کا قیام عمل میں آیا تو آپ دوبارہ رکن بنے۔ سیاست میں یہ عمل اشتراک محض اعلائے کلمۃ الحق کے لیے تھا ۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی   اللّٰہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

استحکامِ پاکستان

آپ نے استحکامِ پاکستان اور سربلندیٔ اسلام کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد ملّتِ اسلامیہ پاکستانیہ پر ایک نازک وقت آیا جب مسئلہ کشمیر پیدا ہوا۔ انگریز، ہندو اور مہاراجہ کشمیر نے باہمی گٹھ جوڑ کر کے ایک گہری سازش کے تحت کشمیر کا مشروط الحاق ہندوستان سے کر دیا۔ اس سازش کے نتیجہ میں آزادیٔ کشمیر کی جنگ کا آغاز ہوا۔ جنگ نے جہاد کی صورت اختیار کر لی۔ آپ نے اِس جہاد میں شرکت کے لیے اپنے مریدین کو ترغیب دی۔ چنانچہ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے ہزاروں عقیدتمندوں نے اس جہاد میں شریک ہو کر دادِ شجاعت دی۔ آپ نے خود بہ نفسِ نفیس میدانِ جہاد میں جانے کا ارادہ کیا مگر حکومتِ پاکستان نے شکریّہ کے ساتھ اجازت نہ دی۔

خراجِ عقیدت

آپ کے سیاسی کردار کے بارے میں میری معلومات بہت محدود تھیں چنانچہ میں نے پاکستان کے ممتاز صحافی، تحریکِ پاکستان کے نڈر مجاہد اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے پیر بھائی جناب میاں محمد شفیع صاحب (م۔ش) کو ایک خط لکھا۔ میاں صاحب موصوف آپ کے ساتھ پنجاب اسمبلی کے رکن تھے۔ بلکہ اسمبلی ہال میں آپ کے ہم جلیس (SEAT FELLOW) تھے۔ انہوں نے بکمالِ نوازش جواب سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے بارے میں انہوں نے جو کچھ اپنے مکتوبِ گرامی میں تحریر کیا ہے حرف بحرف درج ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا خواجہ حافظ سدید الدین صاحبؒ ایک عالمِ باعمل تھے۔

انہوں نے تحریکِ پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیے اہم کردار ادا کیا تھا۔ ڈیرہ غازی خان سے ایک ضمنی انتخاب میں جو یونینسٹ۔ کانگرس۔ اکالی کولیشن (COALITION) کے زیرِ اہتمام منعقد ہُوا تھا اور جس میں خواجہ نظام الدّین صاحبؒ جن کا تعلّق تونسہ شریف کی گدّی سے تھا۔ مسلم لیگ کے خلاف یونینسٹ امیدوار کی حمایت میں میدان میں سرگرم عمل تھے۔ حضرت خواجہ حافظ سدید الدین صاحبؒ نے اپنے آپ کو مسلم لیگ کے امیدوار کی حمایت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ اپنی رولز رائس کار میں حلقۂ انتخاب میں جگہ جگہ گھوم کر مسلم لیگ کا پیغام عوام تک پہنچاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میدان مسلم لیگ کے ہاتھ رہا۔۔۔۔ حضرت قبلہ خواجہ حافظ سدید الدین صاحبؒ سے ۱۹۵۱ء میں صوبائی اسمبلی میں بطور مسلم لیگی رکن اسمبلی عموماً ملاقات رہتی تھی۔ حافظ صاحبؒ قول کے پکّے اور وعدے کے سچے تھے۔ اگرچہ ان کا رشتہ داری کے لحاظ سے نواب ممدوٹ سے تعلق تھا، لیکن چونکہ نواب صاحب مسلم لیگ کو چھوڑ چکے تھے اس لیے نواب صاحب کے لیے ذاتی احترام کے باوجود قبلہ خواجہ حافظ صاحبؒ نے حزبِ اختلاف سے تعلقات منقطع نہ کیئے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھا تھا کہ نواب صاحب کے گرمی کھانے کے باوجود حافظ صاحبؒ نے وہی کیا جو اُن کی ضمیر کا تقاضہ تھا۔

حضرت قبلہ خواجہ حافظ صاحبؒ اسمبلی کے کوئی معرکۃ الآرا مقرّر نہ تھے لیکن وہ ایک باضمیر، دیانتدار، مخلص اور دردمند انسان تھے جو سچّی بات کہنے سے کبھی گریز نہیں فرماتے تھے۔ میں نے تونسہ شریف میں ان کے آستانے پر حاضری

کے دوران محسوس کیا تھا کہ تونسہ شریف کی گدّی شریف سے وابستگان حضرت قبلہ خواجہ صاحب رح کے احترام و عقیدت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ لیکن حضرت قبلہ خواجہ صاحب رح اپنے عظیم اسلاف کی مقدّس روایات کی روشنی میں اپنے مریدوں سے ہمیشہ خوش خلقی اور محبت سے پیش آتے تھے۔

مجھے افسوس ہے کہ اپنی جہالت کے باعث میں حضرت قبلہ خواجہ حافظ سدید الدین صاحب رح سے سیٹ فیلو (SEAT FELLOW) ہونے کے باوجود اکتساب فیض سے محروم رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمتوں اور انوار کی بارش فرمادیں آمین :۔

والسلام :۔ مخلص محمد شفیع "

۱۷۔ جون ۱۹۸۱ء

شعر و شاعری

حاجی عبدالستار افغانی سے منقول ہے کہ آپ شعر بھی کہتے تھے۔ رضا اور حافظ تخلص کرتے تھے۔ آپ کا فارسی غزلیات کا ایک دیوان تیار ہوگیا تھا مگر آپ نے اس کا کبھی اظہار نہ فرمایا۔ مولوی گل محمد صاحب (چودھواں والے) کو ایک دن وہ دیوان مل گیا۔ وہ نقل کرنے لگے۔ ابھی صرف ایک غزل نقل کی تھی کہ آپ نے وہ دیوان واپس منگوالیا۔ اس نقل شدہ غزل کے چند اشعار یہ ہیں :۔

دلدار گفتا کیستی گفتم دُعاگوئے شما　　عزمِ کجا داری بگو گفتم سرِ کوئے شما

گفتا چرا دل خستہ گفتم کہ زخمے خوردہ ام　　گفتا کہ زد تیغ جفا گفتم دو ابروئے شما

گفتا کہ نامِ خود بگو گفتم کہ من حافظ سگم　　گفتا زسگانِ کیستی گفتم سگ کوئے شما

ایک اور غزل کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

تمہارے حُسن کی ہے اس چمن میں جلوہ افروزی اسی سے چشمِ پُرنم نے بھی کی ہے بہرہ اندوزی
ادائے کج کلاہاں را چہ داند مدعی جاہل کہ ایں حاصل نہ گردد غیرِ دل دوزی و جاں سوزی
خدائے قدس کا ہے گھر ہمارے قلبِ مضطر میں رضا نے اس لیے رکھا وظیرہ عین شبہ روزی

یہ شعر بھی آپ کا ہے۔

زلطفِ شاہِ سلیمانؒ ز نورؒ و فخرالدینؒ
سگے ست خاکِ درِ حامدیؒ سدید الدینؒ

اقوالِ زرّیں

حضرت خواجہ حافظ سدید الدینؒ کے ملفوظات کے مرتّب جناب حاجی عبدالستار افغانی ملفوظات کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

"حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ اپنی تالیف تذکرۃ الاولیاء کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے غور کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور حدیثِ پاک پڑھنے کے بعد تمام باتوں سے بہتر بزرگوں کا ذکر ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ مرید کو بزرگوں کی حکایات پڑھنے یا سُننے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مردانِ خدا کا ذکر اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا لشکر ہے جس سے مریدِ ضعیف کو قوّت اور امداد ملتی ہے۔ احقر نے اپنے پیر بھائیوں کو نفع پہنچانے کی غرض سے اس کتاب میں اپنے شیخ معظم حافظ جی حضرت خواجہ غلام سدیدالدینؒ کی زبانِ گوہر فشاں سے جو فوائد سُنے اور آپ کے جو حالات و کرامات اپنی آنکھوں سے دیکھے یا راست گو پیر بھائیوں سے سُنے درج کردیے ہیں۔"

میں نے اس کتاب کا اُردو ترجمہ پڑھا جو مولوی محمود سدیدی صاحب خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ سلیمانیہ نے کیا ہے میری رائے میں یہ پوری کتاب الگ چھپنی چاہیئے

میں اپنے اس رسالہ میں چند ملفوظات درج کر رہا ہوں۔

(۱) ایک دفعہ حضرت خواجہ محمد حامدؒ نے آپ سے فرمایا کہ "میں ہر وقت تمہارے لیے حضرت خواجگان کی توجہ طلب کرتا رہتا ہوں یہ بتاؤ کہ تمہیں اسم اعظم[الف] معلوم ہوگیا ہے یا نہیں۔" آپ نے عرض کیا کہ مجھے اسم اعظم معلوم ہے انہوں نے فرمایا۔ کہ بتاؤ اسم اعظم کیا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ اپنے پیر و مرشد کا نام مرید کے لیے اسم اعظم ہے۔

(۲) ایک دفعہ عبد الستار افغانی نے عرض کیا کہ مولانا رُومؒ نے جو یہ فرمایا ہے کہ

یک زمانہ صحبتے با اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک سو سال تک بھی عبادت کرتا رہے تو اسے کیا معلوم کہ وہ عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور و مقبول بھی

(الف) اسم اعظم کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر اس سلسلہ میں حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ کا قول بہت مختصر اور جامع ہے۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اسم اعظم جانتے ہیں؟ حضرت ابراہیمؒ نے جواب میں کہا جی ہاں۔ اسم اعظم یہ ہے کہ تم اپنے پیٹ کو لقمہ حرام سے اور دل کو محبتِ دنیا سے پاک صاف رکھو تو پھر اللہ کے جس نام کو بھی پڑھو گے وہ اسم اعظم ہے

(ب) میرے والدِ گرامیؒ حضرت مولوی محمد حسین فیس چشتی سلیمانیؒ نے فرمایا کہ:۔ "شیخ اپنے مرید کو بیعت کرتے وقت اسمائے الٰہی میں سے جو اسم بتاتا ہے وہ اس مرید کے لیے اسم اعظم ہے"

(مرتب)

ہے یا نہیں۔ لیکن ولیٔ کامل کی صحبت یقینی طور پر مقبول عمل ہے۔ کیونکہ ولیٔ کامل اپنی صحبت میں اُس وقت آنے دیتے ہیں۔ جب اس کی حاضری اللہ تعالیٰ سے پہلے ہی قبول کرا لیتے ہیں۔ مزید فرمایا کہ شیخ کی رضامندی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے پس جس نے اپنے شیخ کو راضی کر لیا اُس نے اللہ تعالیٰ کو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا۔

(۳) فرمایا علم ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ خداوند تعالیٰ جاہل کو بزرگی نہیں دیتا کیونکہ علم کے بغیر آدمی کچھ بھی نہیں ؎

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

(۴) فرمایا بزرگوں نے بلند مقامات محنت و ریاضت سے حاصل کئے ہیں۔ شیخ طریقت کو چاہیئے کہ مجاہدات و ریاضات میں ہر وقت کوشاں رہے۔ بلند مقامات پر پہنچ کر اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔ شہرت کو پسند نہ کرے اِس لیے کہ چھپنے میں راحت ہے اور شہرت میں آفت۔

علالت و وصال

ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ میں آپ بیمار ہوئے بیماری طول پکڑتی گئی۔ جب مقامی علاج کارگر ثابت نہ ہوئے تو علاج کے لیے میو ہسپتال لاہور میں داخل ہو گئے۔ وہاں تقریباً ایک ماہ ماہر ڈاکٹروں کے زیرِ علاج رہے مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آپ نے واپسی کا حکم دیا۔ لاہور سے تونسہ شریف بذریعہ کار روانہ ہو گئے۔ طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ آپ کے ایک دیرینہ ہم جماعت حافظ غلام رسول پراچہ آپ کے ہمراہ تھے

آپ نے انہیں فرمایا کہ مجھے قرآنِ پاک سے فلاں فلاں سورتیں پڑھ کر سناؤ چنانچہ وہ حسب الارشاد آپ کو مطلوبہ سورتیں سناتے اور یوں سفر کٹتا رہا۔ مگر اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا۔ ابھی راستہ میں تھے کہ پیغامِ وصال آن پہنچا بھائی پھیرو اور پتوکی کے درمیان سبزہ زار جنگل میں بتاریخ ۱۳ شوال ۱۳۷۹ھ (= ۱۱ اپریل ۱۹۶۰ء) بروز یک شنبہ گیارہ بجے قبل دوپہر آپ واصل بحق ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا جسدِ مبارک تونسہ شریف پہنچا جہاں ایک کہرام مچ گیا۔ تجہیز و تکفین و نمازِ جنازہ کے بعد آپ آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں روضۂ مبارک کے اندر حضرتِ ثانی خواجہ شاہ اللہ بخش رح کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

آپ عالمِ باعمل، حافظِ قرآن، صوفیٔ باصفا، صاف باطن، بے ریا، عاشقِ رسول، محبِ اہلِ بیت، درویش صفت، سادہ طبیعت اور قلندرانہ سیرت کے بزرگ تھے۔ آپ تقریباً تیس برس مسندِ سلیمانی پر رونق افروز رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے ملک و ملت، سلسلہ عالیہ اور آستانہ سلیمانیہ کی بے بہا خدمات سرانجام دیں۔

پس ماندگان

آپ کی اولاد نہ تھی۔ آپ کے پس ماندگان میں صرف آپ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ جو خواجگانِ تونسوی اور اہلِ سلسلہ میں حضرت بڑے مائی صاحبہ کے نام سے مشہور ہیں۔ منقول ہے کہ ان کی بیعتِ ارادت شہبازِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح سے ہے۔ جو بہت بڑا شرف ہے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت مائی صاحبہ قبلہ آپ کے مقدس مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں چشتیاں شریف اور تونسہ شریف میں جو لنگر جاری کئے تھے حضرت مائی صاحبہ قبلہ نے وہ لنگر بدستور جاری

رکھے ہوئے ہیں۔ عصرِ حاضر میں خواتین کے لیے ان کی زندگی مشعلِ راہ ہے' وہ اپنے مشائخ عظام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خدمتِ خلق میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا مبارک سایہ تونسہ شریف و غلامانِ تونسہ شریف کے سروں پر تا دیر سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

خلفاء

آپ کے خلفاء کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے میں نے متعدد احباب کو خطوط لکھے۔ ان کے جوابات کی روشنی میں چند خلفاء کے نام پیش کر رہا ہوں یہ نامکمل فہرست ہے۔ مزید معلومات حاصل ہونے پر اسے آئندہ اشاعت میں مکمل کر دیا جائے گا۔

خلیفہ سیّد معین الدین صاحب خامس اجمیری۔ حیدر آباد (انہیں حضرت خواجۂ دلنواز خواجہ خان محمد تونسویؒ سے بھی خلافت ہے)

خلیفہ حاجی محمد خانؒ ساکن راجستھان (انہیں حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ کے خلیفۂ مجاز حضرت خواجہ عبد العزیزؒ سے بھی خلافت ہے)

خلیفہ ضیاء الدینؒ عرف زین الزاہدین اجمیر شریف۔

میاں غلام نبی صاحب سجادہ نشین شیخ فاضل بورے والہ۔ ضلع ملتان۔

صوبن فقیر صاحب ساکن نزد اڈہ سنجر سیّداں۔ تحصیل تونسہ شریف۔

فقیر اسماعیل صاحب ساکن اندرونِ کوہ۔ تحصیل تونسہ شریف۔

بورہ شاہ صاحب ساکن حجہ عباسی مواضعات خان پور۔

غلام مصطفےٰ صاحب بھٹہ ساکن ملتان۔

سجادہ نشین آپ کی ظاہری اولاد نہ تھی۔ اس لیے حسبِ دستورِ خاندان تیسرے دن بتاریخ ۱۵ ر شوال ۱۳۷۹ھ (= ۱۳ اپریل ۱۹۶۰ء) آپ کے حقیقی برادرِ خورد حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ مسندِ سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ کی سجادگی کے بارے میں پیر بھائی شاہ محمد پہلوان (درہ پیزو) سے منقول ہے کہ جناب میاں اللہ داد صاحب مہاروی فرماتے ہیں۔

"حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدینؒ کے وصال سے چند روز قبل بروز جمعۃ المبارک حضرت خواجہ گل محمدؒ (فرزند حضرت خواجہ خیر محمدؒ) آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ حاضری کے بعد واپس جا رہے تھے کہ چاندی والے دروازہ پر ان کی ملاقات حضرت خواجہ نظام الدینؒ (فرزند حضرت خواجہ محمودؒ) سے ہوئی وہ آستانہ عالیہ پہ حاضری دینے آ رہے تھے اور ہم آپ کے ساتھ تھے۔ خواجہ گل محمدؒ نے خواجہ نظام الدینؒ سے فرمایا:

"اے نظام ہمارا سجادہ نشین جا رہا ہے۔ میں حکم دیتا ہوں کہ آپ خواجہ خان محمد کی سجادہ نشینی کی دستار باندھیں گے۔"

حضرت خواجہ نظام الدین نے عرض کیا کہ یہ تو حضرت دادا جانؒ کا کام ہے خواجہ گل محمدؒ نے فرمایا کہ "میں ابھی ابھی دادا صاحبؒ سے فیصلہ کر کے آ رہا ہوں"

تقریباً ایک ہفتہ بعد حضرت خواجہ غلام سدید الدینؒ کا وصال ہو گیا۔ تیسرے دن حضرت خواجہ خان محمدؒ کی سجادہ نشینی تھی۔ حضرت دیوان صاحب پاک پٹن شریف خواجگان مہار شریف، خواجگانِ تونسوی اور دیگر سجادہ نشین، خلفا اور متوسلین

حاضر تھے مگر ابھی تک حضرت خواجہ نظام الدّین صاحب تشریف نہیں لائے تھے کہ اتنے میں خواجہ گل محمدؒ تشریف لائے۔ اور چاندی والے دروازے پر کھڑے ہو کر پوچھا کہ "نظام (خواجہ نظام الدینؒ) آیا ہوا ہے یا نہیں"۔ جواب ملا کہ ابھی تشریف نہیں لائے۔ چنانچہ وہ فوراً خواجہ نظام الدّین صاحبؒ کے دولتکدہ پر تشریف لے گئے اور انہیں "نظام نظام" کہہ کر زور زور سے آواز دی اور ساتھ ساتھ دروازہ پر اپنا عصا مارا۔ خواجہ نظام الدّین صاحبؒ تیزی سے باہر نکلے۔ خواجہ گل محمدؒ نے ذرا سخت لہجہ میں فرمایا کہ آپ دستاربندی کے لیے کیوں نہیں گئے؟" حضرت خواجہ نظام الدّین صاحبؒ فوراً آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور اس عظیم اجتماع میں حضرت خواجہ خان محمدؒ کی دستاربندی فرمائی۔ پھر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ " اللہ پاک کی بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی کرم نوازی ہے کہ اعلیٰ حضرت پیر پٹھانؒ کی اولاد موجود ہے۔ خواجہ خان محمدؒ حضرت پیر پٹھان کی اولاد ہے اور تختِ سلیمانی کا حقیقی وارث ہے۔" دستاربندی و خطاب کے بعد حضرت خواجہ خان محمدؒ، حضرت دیوان صاحب، خواجگانِ مہاردی اور خواجگانِ تونسوی درگاہ شریف کے اندر چلے گئے۔

حضرت خواجہ خان محمدؒ کی سجادہ نشینی پر جناب طائر تونسوی نے "اظہارِ حقیقت" کے نام سے ایک طویل نظم کہی جس کا ایک بند یہ ہے:

یہ خان محمد بھی سلیماں کے جگر ہیں
موسٰی کے یہ دلبند ہیں حامد کے پسر ہیں

اور حضرتِ ثانی کے بھی یہ نورِ نظر ہیں
حافظ کے برادر ہیں یہ کیا عالی قدر ہیں
حافظ کا جو قصّہ ہے وہی ان کا فسانہ
وہ جانِ زمانہ کی تھی یہ رُوحِ زمانہ

خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمدؒ تقریباً بیس برس مسندِ خلافت پر جلوہ افروز رہنے کے بعد ۷ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ کو داصل بحق ہو گئے ان کے حالات پر ایک رسالہ خواجۂ دلنواز کے نام سے قبل ازیں پیش کر چکا ہوں جس میں اُن کے حالات و ملفوظات درج ہیں۔

موجودہ سجادہ نشین

خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمدؒ کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزند عطا کیے۔ ان میں سب سے بڑے خواجہ حامد حسنؒ تھے جن کا وصال یکم شعبان ۱۳۸۸ھ کو ہو گیا تھا۔ دوسرے بیٹے خواجہ خالد حسنؒ تھے جو بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ تیسرے فرزند خواجہ عطاء اللہ صاحب ہیں، جو حضرت خواجہ خان محمدؒ کے وصال کے بعد سجادہ نشین بنے۔

خواجہ عطاء اللہ صاحب کی بیعتِ ارادت حضرت خواجہ حافظ غلام سدیدالدینؒ سے ہے۔ سات برس کی عمر میں بیعت ہوئے۔ آپ نے حضرت خواجہ خان محمدؒ سے انہیں مانگا بھی تھا کہ یہ بیٹا میرا ہے مجھے دے دیں۔ میں اس کی تربیت کرونگا۔ اِس لحاظ سے یہ حضرت حافظ صاحب قبلہؒ کے مرید بھی تھے اور آپ کی مراد بھی۔ اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ خان محمدؒ کے وصال (۷ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ)

کے تیسرے دن ۹ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ کو رسم دستار بندی کے بعد سجادہ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنے مشائخ عظام کا اتباع اور آبا و اجداد کا نقش قدم عطا فرمائے تاکہ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کا فیضان جاری رہے۔ آمین ثم آمین۔

؎ این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اے شہِ قدسی صفات و مقتدائے عارفاں

نائبِ ختم الرسل، پیشوائے کاملاں

جن کی ذات پاک سے ہے شانِ عرفانی عیاں

المدد خواجہ سدید الدّین سلیمانِ زماں

اے پناہِ دو جہاں خواجہ سلیماں بادشاہ

دستگیری سے کرو تم تک فی سبیل اللہ نگاہ

Karachi, Friday,
December 19, 1947

WAR OF ISLAM - Najmul Hind Hazrat Khwaja Sadiduddin, Saheb of Taunsa Sharif, who asked his followers in the Punjab, N.W.F.P., Baluchistan and Afghanistan to actively help the Azad Kashmir Liberation Army. He says: "The war in Kashmir is war of Islam."

کراچی - ۱۹ر دسمبر سنہ ۱۹۴۷ بروز جمعۃ المبارک

"نجم الہند حضرت خواجہ سدیدالدین صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف نے پنجاب، سرحد، بلوچستان اور افغانستان میں اپنے مریدین سے فرمایا کہ وہ آزاد کشمیر کے مجاہدین کی عملی مدد کریں کیونکہ کشمیر کی جنگ اسلام کی جنگ ہے۔"

در مدح

حضرت خواجہ حافظ سدید الدّین تونسویؒ

اقلیمِ معرفت کے سکندر کدھر گئے | جود و سخا، عطا کے سمندر کدھر گئے
مسند نشینِ حضرتِ حامدؒ کو کیا ہوا | پیرِ پٹھانؒ کے ماہِ منوّر کدھر گئے
اپنوں پرایوں کو جو سناتے کھری کھری | شیرِ نڈر وہ مردِ قلندر کدھر گئے
کامل ولی وہ فیض رسانِ جہان تھے | نجم الہدیٰ زمانے کے رہبر کدھر گئے
کیا کیا بیاں ہو شان میں حضرت سدیدؒ کی | اعلےٰ سے اعلےٰ بہتر و برتر کدھر گئے

خواجہ سدید الدّین ہیں انور بہشت میں

کہتے ہیں لوگ تونسوی دلبر کدھر گئے

(از محمد انور بابر سلیمانی میناخیل۔ لکی مروت۔ بنوں)

تصویرِ درد و غم

۱۹۶۰ء

تاریخِ وصال حضرت خواجہ حافظ سدید الدّین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین چہارم آستانہ عالیہ سلیمانیہ

تونسہ شریف

افتخارِ چشتیانِ باصفا عظمتِ دینِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

لے گئے تشریف وہ مردِ خدا دارِ فانی سے سوئے دارِ بقا

حضرت خواجہ سدید الدین تھے رہنمائے اصفیا و اتقیا

جن کو نجم الہند کہتے تھے قمر محفلِ عرفاں میں ہے اُن کی ضیا

مرقدش از نورِ حق معمور باد!

۱۳۷۹ھ

ہے سنِ رحلت بالفاظِ دُعا

(از قمر یزدانی ساکن پنوانہ ضلع سیالکوٹ۔ پنجاب پاکستان)

ملنے کا پتہ:۔ ۱۔ تونسہ کتاب گھر۔ تونسہ شریف۔ ضلع ڈیرہ غازی خاں

۲۔ کاشانۂ سلیمانی۔ جامعہ چشتیہ۔ سرگودھا روڈ۔ فیصل آباد

۳۔ مکتبۃ الفوائد۔ فرحت منزل۔ گلی ۷ وکیلاں۔ فیصل آباد